القولُ الصواب فی مسئلۃ الحجاب

# اِسلام اور پردہ

تحریر

مُفتیِ اعظم پاکستان حضرت علامہ ابُوالبرکات سیّد احمد قادری رضوی اشرفی
نوّر اللہ مرقدہٗ

مرکزی دارُالعلوم حزب الاحناف لاہور



مجلسِ گنج بخش رحمۃ اللہ علیہ
۱۸- عُمر روڈ
اِسلام پُورہ، لاہور

# اسلام اور پردہ

تحریر

مفتیٔ اعظم پاکستان حضرت علامہ ابوالبرکات سید احمد قادری رضوی اشرفی

نوّر اللہ مرقدہٗ

بانی مرکزی دارالعلوم حزب الاحناف لاہور

مجلسِ گنج بخش رحمۃ اللہ علیہ

۱۸- عمر روڈ
اسلام پورہ، لاہور

بیاد : مفتی اعظم پاکستان حضرت علامہ ابوالبرکات سید احمد قادری رضوی اشرفی نوراللہ مرقدہ

مفتی اعظم اھلسنت حضرت علامہ مفتی محمد اعجاز ولی خان نور اللہ مرقدہ

## سلسلہ اشاعت نمبر ۵


نام کتاب ------- القول الصواب فی مسئلہ الحجاب

تحریر ------- مفتی اعظم پاکستان حضرت علامہ ابوالبرکات سید احمد قادری نوراللہ مرقدہ

پروف ریڈنگ ------- مولانا محمد عبدالحکیم شرف قادری مدظلہ

تعداد ------- ایک ہزار

تاریخ طباعت ------- اپریل ۱۹۹۶ء


بذریعہ ڈاک منگوانے والے حضرات ۵ روپے

کے ڈاک ٹکٹ ارسال کریں۔


پتہ :

مجلس گنج بخش جامع مسجد عمر روڈ اسلام پورہ لاہور

# القول الصواب

# فی

# مسئلۃ الحجاب

## اے خاصۂ خاصان رسل وقتِ دعا ہے
## امّت پہ تیری آکے عجب وقت پڑا ہے

بسم اللہ الرحمن الرحیم

این ہمہ آفت کہ بہ تن میرسد　　از نظر توبہ شکن میرسد
دیدہ فردو پوش چوں در در صدف　　تانشوی تیر بلا را صدف

بے پردہ کل جو چند نظر آئیں بیبیاں
اکبر زمیں میں غیرت قومی سے گڑ گیا
پوچھا جو میں نے آپ کے پردے کو کیا ہوا؟
بولیں وہ ہنس کے، عقل پہ مردوں کے پڑ گیا

**ناظرین کرام!** چونکہ پردہ ایک ایسا زبردست شریفانہ وصف ہے کہ شریف طبقہ اسے خاص طور پر نظر وقعت سے دیکھتا ہے قطع نظر اس سے کہ وہ شریعت اسلامیہ کا پابند ہو یا نہ ہو۔ اس میں شرم و حیاء نسوانی کی حفاظت کا راز مضمر ہے۔ بنا بریں کوئی خاص ضرورت نہ تھی کہ اس موضوع پر خامہ فرسائی کی جاتی لیکن جب کہ فضائے عالم تاریک تر ہونے لگی اور صحبت اغیار کا برا اثر ہر کہ و مہ پر اس قدر پڑا کہ تعلیم یافتہ مہذب افراد بھی اسے غیر ضروری قرار دے کر اپنے اپنے خیالات

طشت ازبام کرنے لگے اور علماء کرام متبعین سیدالانام کے افعال و افہام پر حملہ کرتے ہوئے یہ کہنے لگ گئے کہ "آج تک پردہ کی حقیقت کسی نے نہ سمجھی لو آج ہم دنیا کو سمجھاتے ہیں" پھر اسی پر بس نہیں نصوص قرآن کریم کے معانی بھی محض پاس سخن کے لیے بدل بدلا کر اپنے دعویٰ کو ثابت کرنے کی غرض سے علے الاعلان کہہ رہے ہیں کہ "پردہ محض جسم کا ہے منہ' ہاتھ' پاؤں پوشیدہ رکھنے کا نام نہیں۔" آہ ع۔

"برین تہذیب و فہمش خلق رابابد فغان کردن"

مجبوراً مجھے بھی اس کی تحقیق کی طرف رجوع کرنا پڑا تاکہ عوام الناس پر لائح و واضح ہو جائے کہ شریعت اسلام پردہ کی کیا حقیقت بتا رہی ہے اور لیڈر صاحبان کا خانہ ساز پردہ کیا ہے؟

وما توفیقی الاباللہ

خیر اندیش فقیر ابو البرکات سید احمد قادری

ناظم مرکزی حزب الاحناف لاہور پاکستان

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

**اَلْحَمْدُ وَالثَّنَاءُ لِوَلِيِّهٖ وَالصَّلٰوةُ**

**وَالسَّلَامُ عَلٰى نَبِيِّهٖ وَعَلٰى اٰلِهٖ وَ صَحْبِهٖ**

قبل اس کے کہ ہم پردہ کے وجوب پر دلائل شرعیہ کے لحاظ سے روشنی ڈالیں یہ مناسب ہے کہ لفظ **عورت** اور **زینت** کی تحقیق لغوی کر لی جائے تاکہ قارئین کرام سمجھ سکیں کہ عورت کو عورت کس غرض سے کہا جاتا ہے؟ ملاحظہ ہو۔

**(منتہی الارب)** "عورۃ بالفتح اندام شرم مردم وہو مابین السرۃ الی الرکبتہ و ہرچہ ازدیدن آں شرم آید۔ یعنی عورت زبان عربی میں انسان کے اس حصہ بدن کو کہتے ہیں جس کے دیکھنے سے شرم و عار لاحق ہو اور اس کا پردہ کرنا اور دیکھنا دکھانا موجب ننگ و عار ہو۔ **(مفردات امام راغب)** **اَلْعَوْرَةُ سَوْءَةُ الْاِنْسَانِ وَذٰلِكَ كِنَايَةٌ وَ اَصْلُهَا مِنَ الْعَارِوَ ذٰلِكَ وَلِمَا يَلْحَقُ فِيْ ظُهُوْرِهٖ مِنَ الْعَارِاَيِ الْمَذَمَّةِ وَلِذٰلِكَ سُمِّيَ النِّسَاءُ عَوْرَةً** یعنی عورت انسان کی شرمگاہ کا نام ہے، اور یہ مشتق ہے عار سے، اس واسطے کہ اس کے ظاہر کرنے سے انسان کو شرم لاحق ہوتی ہے۔ اسی وجہ سے عربی میں عورت کا نام عورت رکھا گیا۔ علاوہ ازیں دیگر کتب لغت بھی یہی معنے بتا رہی ہیں، لیکن بخوف طوالت اسی پر اکتفا کر کے گزارش ہے کہ بلاظہور دلیل شرعی اتباع لغت سے ہی ہمارا دعویٰ ثابت ہے۔ وللہ الحمد۔

اب سمجھ لیجئے کہ عورت کو عورت اسی وجہ سے کہا جاتا ہے کہ وہ ازسرتاپا پوشیدہ رکھنے کی چیز ہے تو انصاف سے فرمایئے **اس کا چہرہ اور دست و پا کا کھلا رکھنا کیونکر گوارا ہو سکتا ہے؟** حالانکہ یہ امر اظہر من الشمس ہے کہ بہ نسبت باقی تمام جسم کے **عورت کا چہرہ زیادہ تر موجب فتنہ و فساد** ہوتا ہے۔ اسی لیے شعراء بھی چہرہ ہی کو زیادہ تر اشعار میں باندھتے ہیں۔ مثلاً وجہہ کالقمر، اس کا چہرہ چاند سا ہے اس کے رخسارے گلاب کے پھول ہیں۔ اس کے ابرو تلوار ہیں۔ اس کے لب تیغ آبدار ہیں۔" وغیرہ وغیرہ، لہٰذا عرفاً بھی ثابت ہے کہ **چہرہ بالخصوص واجب الستر ہے۔**

**لفظ زینت کی تحقیق** بھی کر لیجیے تاکہ آگے چل کر دلائل شرعیہ کے مفہوم میں غلط فہمی نہ ہو۔ **زینت** لغت میں اسباب آرائش یعنی زیور، لباس وغیرہ کو کہتے ہیں۔ چنانچہ صاحب مفردات علامہ امام راغب اس کو تین اقسام پر منقسم فرماتے ہیں۔

(۱) زینت نفسیہ، (۲) زینت بدینہ (۳) **زینت خارجیہ**

**زینت نفسیہ** کے لیے علم و اعتقاد حسن کی ضرورت ہے۔ **زینت بدنیہ** کے لیے حسن و جمال و خط و خال و قوۃ و قد موزوں لازمی ہے۔ **زینت خارجیہ** کے لیے مال و جاہ کی احتیاج ہے۔ بعینہٖ عبارۃ مفردات ملاحظہ ہو۔

**وَالزِّيْنَةُ بِالْقَوْلِ الْمُجْمَلِ ثَلَاثٌ (۱) زِيْنَةٌ نَفْسِيَّةٌ كَالْعِلْمِ وَالْاِعْتِقَادِ الْحَسَنَةِ (۲) وَزِيْنَةٌ بَدَنِيَّةٌ كَالْقُوَّةِ وَطُوْلِ الْقَامَةِ (۳) وَزِيْنَةٌ خَارِجِيَّةٌ كَالْمَالِ وَالْجَاهِ**

واضح رہے کہ قرآن پاک میں لفظ **زینت** باختلاف صیغوں مختلف معنے کے لیے مستعمل ہوا ہے۔ چنانچہ ملاحظہ ہو۔

سورہ اعراف میں ارشاد ہوا **يٰبَنِيْٓ اٰدَمَ خُذُوْا زِيْنَتَكُمْ عِنْدَ كُلِّ مَسْجِدٍ** اس کے اسباب نزول مفسرین نے متعدد فرمائے ہیں۔

ابن عباس رضی اللہ عنہ کا ارشاد ہے کہ زمانہ جہالت میں مستورات برہنہ بدن طواف کرتی تھیں تو حکم ہوا کہ ہر "مسجد کے قریب تم کپڑے پہن کر آیا کرو۔" سعید بن جبیر۔ ابن عباس فرماتے ہیں کہ ایام جہالت میں مردوں کو برہنہ بدن طواف کرتے تھے اور شب کو عورتیں **فَاَمَرَهُمُ اللّٰهُ تَعَالٰى اَنْ يَلْبَسُوْا ثِيَابَهُمْ وَلَا يَتَعَرَّوْا** تو اللہ تعالیٰ نے حکم فرمایا کہ اپنے کپڑے پہن کر طواف کرو برہنہ نہ ہو، ان کے لیے یہ ہدایت نازل ہوئی۔ بہر کیف **خُذُوْا زِيْنَتَكُمْ** کا شان نزول اس امر کو بتا رہا ہے کہ **زینت سے مراد یہاں کپڑے پہننا ہے۔** جس سے عورت مستور ہو سکے۔

بعینہٖ عبارت یہ ہے۔ **اَلْمُرَادُ مِنَ الزِّيْنَةِ لُبْسُ الثِّيَابِ الَّتِيْ تَسْتُرُ الْعَوْرَةَ وَفِيْهِ دَلِيْلٌ عَلٰى اَنَّ سَتْرَ الْعَوْرَةِ وَاجِبٌ فِي الصَّلٰوةِ وَالطَّوَافِ وَفِيْ كُلِّ حَالٍ** یعنی مراد زینت سے ایسے کپڑے پہننا ہے جن سے عورۃ پوشیدہ ہو سکے اور اس میں اس امر کی دلیل ہے کہ ستر

عورت واجب ہے نماز و طواف وغیرہ ہر حالت میں۔

سیدی عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں اَلزِّیْنَۃُ زِیْنَتَانِ زِیْنَۃٌ ظَاہِرَۃٌ وَزِیْنَۃٌ بَاطِنَۃٌ لَایَرَاھَا اِلَّا الزَّوْجُ۔ فَاَمَّا الزِّیْنَۃُ الظَّاہِرَۃُ فَالثِّیَابُ۔ وَاَمَّا الزِّیْنَۃُ الْبَاطِنَۃُ فَالْکُحْلُ وَالسِّوَارُوَالْخَاتِمُ۔ وَلفظ ابْنِ جَرِیْرٍ فَالظَّاھِرَۃُ مِنْھَا الثِّیَابُ وَمَا یَخْفٰی فَالْخَلْخَالَانِ وَالْقُرْطَانِ وَالسِّوَارَانِ یعنی زینت دو قسم کی ہے۔ ایک ظاہری ایک باطنی' کہ سوائے خاوند کے کوئی نہیں دیکھ سکتا' اس لیے زینت ظاہری لباس ہے' اور زینت باطنی سرمہ' زیور' انگوٹھی ہے' اور بروایت ابن جریر جھانجن' بالیاں' کنگن وغیرہ ہیں۔

## اب آیۂ کریمہ کا حکم ملاحظہ ہو

صریح لفظوں میں ارشاد ہے وَلَا یُبْدِیْنَ زِیْنَتَھُنَّ "یعنی نہ ظاہر کریں اپنی زینت۔" اگرچہ یہ حکم عام ہے زینت ظاہری و باطنی کے لیے مگر چونکہ آگے اِلَّا مَاظَھَرَ مِنْھَا ارشاد فرما کر زینت ظاہریہ کا استثنا فرمایا ہے۔ اس لیے اس حکم سے مراد زینت باطنی ہے' جس میں کنگن' ہار' بالیاں' جھانجن وغیرہ ہیں۔ ان کا چھپانا عورت پر نص صریح سے فرض ہے اور بموجب تاویل ابن مسعود چادر و برقعہ مستثنیٰ ہے۔ یعنی ان کا چھپانا فرض نہیں۔ یہی علماء کرام کا ارشاد ہے کہ عورت کو اپنی باطنی زینت کا چھپانا فرض ہے اور چادر و برقعہ کے ساتھ بضرورت شدیدہ گھر سے باہر نکلنا جائز ہے۔ برقعہ و چادر کے ظاہر کرنے میں گناہ نہیں۔ اس لیے کہ اگر یہ بھی ممنوع قرار دیا جاتا تو تکلیف مالا یطاق تھی۔

مگر آیۂ مذکورہ سے یہ ہرگز مستفاد نہیں ہوتا کہ عورت بے نقاب چہرہ کھول کر باہر گلگشت کرے اِلَّا مَاظَھَرَ مِنْھَا کا استثناء صاف بتا رہا ہے کہ جس زینت کا چھپانا محال ہے وہ معاف ہے اور زینت کے لفظ سے ظاہر ہو گیا کہ لغتہ زینت کا اطلاق اسباب آرائش و زیبائش پر ہوتا ہے۔ عام اس سے کہ زینت نفسیہ ہو یا بدنیہ یا خارجیہ

زینت نفسیہ تو یوں ظاہر ہو سکتی ہے کہ اپنے عقائد و اعمال کو سلک تحریر میں لا کر ظاہر کر دے۔ اب رہی زینت بدنیہ تو وہ بغیر شوہر کسی

ظاہر کرنا جائز نہیں، اور زینت خارجیہ **مثل لباس** و برقعہ جلباب وغیرہ کے کہ جس کا اجانب سے پوشیدہ کرنا اس کے لیے **متعذر** ہے بناء علیہ رحیم و کریم جل و علا نے **اس کی اجازت دے دی** اور **اِلَّامَا ظَهَرَ مِنْهَا** فرما دیا، مگر اس سے یہ فائدہ حاصل کرنا کہ مستورات بازاروں میں بے نقاب و بلاحجاب اجانب کو اپنی صورتیں دکھاتی پھریں اور اغیار و غیر محرم انہیں دیکھیں محض تفسیر بالرائے ہے اور مقصد **شرع کے قطعی مخالف۔**

حقیقت یہ ہے کہ شارع علیہ السلام کا یہ مقصود ہرگز نہیں کہ عورتیں بلا ضرورت داعیہ کھلے بندوں باہر پھریں۔ صحابہ کرام کی ازواج کا تو ذکر ہی کیا ہے۔ خود بعض ازواج مطہرات سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے نصوص قرآنیہ کا مفہوم پردہ موجودہ سمجھا۔ چنانچہ جب آیتہ کریمہ **وَ قَرْنَ فِيْ بُيُوْتِكُنَّ وَلَا تَبَرَّجْنَ تَبَرُّجَ الْجَاهِلِيَّةِ الْاُوْلٰى** نازل ہوئی تو حضرت ام المومنین سودہ بنت **زمعہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا** نے یہی سمجھا کہ گھر سے باہر قدم رکھنا بھی ناجائز ہے۔ تفسیر روح البیان میں ہے کہ آپ اس آیۂ کریمہ کے نزول کے بعد حج و عمرہ اور نماز **پنجگانہ** کے لیے بھی حجرہ سے باہر تشریف نہ لائیں۔ حتی کہ عہد فاروقی میں آپ کا جنازہ ہی باہر آیا۔ جب کسی نے آپ سے عرض کیا کہ حج و عمرہ کے لیے بھی آپ گھر سے باہر تشریف نہیں لاتیں تو آپ نے فرمایا کہ "**ہمیں گھر میں ٹھہرنے اور آرام کرنے کا حکم ہے۔**"

تفسیر روح البیان کی بعینہ عبارت ملاحظہ فرمائیں۔**وَقَرْنَ فِيْ بُيُوْتِكُنَّ اَلْمَعْنٰى اَلْزَمْنَ يَانِسَاءَ النَّبِيِّ بُيُوْتَكُنَّ وَاثْبُتْنَ فِيْ مَسَاكِنِكُنَّ وَالْخِطَابُ وَاِنْ كَانَ لِنِسَاءِ النَّبِيِّ فَقَدْ دَخَلَ فِيْهِ غَيْرُهُنَّ۔ رُوِيَ اَنَّ سَوْدَةَ بِنْتَ زَمْعَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا مِنَ الْاَزْوَاجِ الْمُطَهَّرَةِ مَاخَطَتْ بَابَ حُجْرَتِهَا لِصَلَاةٍ وَّلَا حَجٍّ وَّلَا عُمْرَةٍ حَتّٰى اُخْرِجَتْ جَنَازَتُهَا مِنْ بَيْتِهَا فِيْ زَمَنِ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ وَ قِيْلَ لَهَا لِمَ لَا تَحُجِّيْنَ وَلَا تَعْتَمِرِيْنَ فَقَالَتْ قِيْلَ لَنَا وَقَرْنَ فِيْ بُيُوْتِكُنَّ۔**

## ناظرین کرام اس عبارت کو ذرا غور سے پڑھیں

ازواج مطہرات جو ام المومنین ہیں، ان کا تو یہ اہتمام ہے کہ دروازہ حجرہ تک

قدم نہیں رکھتیں اور حج و عمرہ اگرچہ ان پر فرض نہ بھی ہو مگر موجب ثواب ضرور تھا۔ لیکن اس کے لیے نکلنا بھی انہوں نے روا نہ فرمایا' اور جب صحابہ نے عرض کیا تو فرما دیا۔ قِیۡلَ لَنَا وَ قَرۡنَ فِیۡ بُیُوۡتِکُنَّ یعنی کیسے نکلیں ہمیں تو حکم دیا گیا ہے کہ اپنے گھروں کو لازم پکڑیں اور گھروں میں آرام کریں۔

اس جواب سے ہر ذی فہم بخوبی سمجھ سکتا ہے کہ ام المومنین حضرت سودہ رضی اللہ عنہا کا یہ فعل بالکل مطابق حکم الٰہی تھا' اور اس غرض سے اس کی پابندی تھی کہ عوام اس سے سبق لیں۔ **افسوس۔ آج فضائے عالم اس قدر تنگ و تاریک ہے۔** آزادی کی آندھیاں ہر طرف سے چل رہی ہیں۔ شعار مذہبی کی قدیم عمارتیں گرانے کو تحریفات کی بارانی ہے۔ اللہ کریم رحم کرے اور ہمارا پردہ رکھ لے۔

## برادران اسلام!

ام المومنین جو تمام مسلمانوں کی ماں ہیں ان کے لیے یہ حکم اور اس پر ان کا یہ عمل ہے تو ماؤشما کو کتنی پابندی کی ضرورت ہے؟ **بیت**

"زیگا نگاں چشم زن کور باد — چوبیروں شداز خانہ درگور باد"

## دلائل قرآنیہ سے عورتوں کو اجانب اور نامحرم سے پردہ کرنا فرض ہے

**یٰۤاَیُّهَا الَّذِیۡنَ اٰمَنُوۡا لَا تَدۡخُلُوۡا بُیُوۡتَ النَّبِیِّ اِلَّاۤ اَنۡ یُّؤۡذَنَ لَکُمۡ۔** اے ایمان والو ہمارے محبوب کے کاشانۂ اطہر میں بلا اجازت حاصل کیے نہ داخل ہو۔" اس آیۂ کریمہ سے صاف ظاہر ہے کہ اگر مستوارت کو اجانب سے چہرہ چھپانا ضروری نہ ہوتا تو آپ کے گھروں میں بھی اجانب کا بلا اجازت داخلہ جائز ہوتا۔ مگر چونکہ گھر میں کھلے چہرے رہنا جائز ہے اور اجانب سے پوشیدہ کرنا ضروری۔ بنا بریں حکم ہوا کہ **"اجازت لے کر گھروں میں آؤ تاکہ عورتیں مستور ہو جائیں"** آگے چل کر اس بھی زیادہ تصریح فرمائی۔ یعنی **فَاِذَا سَاَلۡتُمُوۡهُنَّ مَتَاعًا فَسۡـَٔلُوۡهُنَّ مِنۡ وَّرَآءِ حِجَابٍ** اور جب تم ان سے کوئی چیز طلب کرو تو پردہ کے باہر سے مانگو۔" **برادران اسلام! وراء**

حجاب کو ذرا سمجھ لیں کہ یہ کیا بتا رہا ہے۔ آیا بے نقاب و بلاحجاب اجانب سے دو بدو گفتگو کی اجازت دے رہا ہے یا پردہ کی، اس سے زیادہ صاف و صریح اور کیا حکم ہوگا۔ صاحب تفسیر احمدی و نورالانوار حضرت مولانا ملا احمد جیون رحمتہ اللہ علیہ اس آیتہ کریمہ کے ماتحت فرماتے ہیں۔ هٰذِهِ الْاٰيَةُ هِيَ الْاٰيَةُ الَّتِيْ يُفْهَمُ مِنْهَا اَنْ يَحْتَجِبَ النِّسَاءُ مِنَ الرِّجَالِ یعنی یہی وہ آیت ہے جس سے یہ حکم معلوم ہوتا ہے کہ عورتیں اغیار و اجانب غیر محرم اشخاص سے پردہ کریں، اگرچہ اس آیۂ کریمہ کا نزول ازواج مطہرات کی شان میں ہے، لیکن بموجب قاعدہ مسلمہ اَلْعِبْرَةُ بِعُمُوْمِ الْاَلْفَاظِ لَابِخُصُوْصِ السَّبَبِ، حکم عام ہے اور تمام مومنہ عورات پر حاوی، تفسیر احمدی میں ہے لِاَنَّ مَوْرِدَهَا وَاِنْ كَانَ خَاصًّا فِيْ حَقِّ اَزْوَاجِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لٰكِنَّ الْحُكْمَ عَامٌّ لِكُلِّ مِّنَ الْمُؤْمِنَاتِ فَيُفْهَمُ مِنْهُ اَنْ يَحْتَجِبَ جَمِيْعَ النِّسَاءِ مِنَ الرِّجَالِ وَلَايُبْدِيْنَ اَنْفُسَهُنَّ عَلَيْهِمْ "یعنی اس آیت کریمہ کا مورد اگرچہ خاص ہے ازواج مطہرات سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم میں مگر اس کا حکم ہر مومنہ عورت کے لیے عام ہے۔ اس آیت سے یہی سمجھا جاتا ہے کہ تمام عورتیں اجنبی مردوں سے پردہ کریں اور اپنے نفس کو ان پر ظاہر نہ کریں۔

اور لیجیے! قرآن پاک میں ارشاد ہے۔ يَا اَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تَدْخُلُوْا بُيُوْتًا غَيْرَ بُيُوْتِكُمْ حَتّٰى تَسْتَاْنِسُوْا وَ تُسَلِّمُوْا عَلٰى اَهْلِهَا "اے ایمان والو سوائے اپنے مکانوں کے کسی غیر کے مکان میں داخل نہ ہو، جب تک سلام کر کے اجازت نہ حاصل کر لو۔" تَسْتَاْنِسُوْا کے معنے تَسْتَاْذِنُوْا ہیں اور قراءت ابی ابن کعب میں تَسْتَاْذِنُوْا ہی آیا ہے۔

چنانچہ حضرت ابو ایوب انصاری رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں، ہم نے عرض کیا، حضور استیناس سے کیا مراد ہے؟ فرمایا کہ حصول اجازت کے لیے سُبْحَانَ اللّٰهِ یا اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ یا اَللّٰهُ اَكْبَرُ کبیرًا کہے یا کھنکارے (گلے سے آواز نکالے) تاکہ گھر والے اجازت دیں قُلْنَا يَارَسُوْلَ اللّٰهِ مَا الْاِسْتِيْنَاسُ قَالَ يَتَكَلَّمُ الرَّجُلُ بِالتَّسْبِيْحَةِ وَالتَّكْبِيْرِ وَالتَّحْمِيْدِ اَوْيَتَنَحْنَحُ لِيُؤْذَنَ اَهْلَ الْبَيْتِ دوسری حدیث میں بھی اس کی تائید ہے۔ اَلتَّسْلِيْمُ اَنْ

تَقُوْلَ السَّلَامُ عَلَيْكُمْ ادخُلُ؟ ثَلٰثَ مَرَّاتٍ فَاِذَا اُذِنَ لَهٗ دَخَلَ وَالَّا رَجَعَ یعنی تسلیم سے یہ مراد ہے کہ آدمی اس طرح کہہ کر السلام علیکم سے مراد لے کیا میں داخل ہو جاؤں؟ اس پر اگر اسے اجازت مل جائے تو بہتر ورنہ واپس لوٹ جائے۔

ان شرائط سے صاف ظاہر ہے کہ اجنبی بلا اجازت کسی کے گھر میں داخل ہونے کا مجاز نہیں' اور اس کی علت صرف یہی ہو سکتی ہے کہ گھر میں مستورات بے پردہ ہاتھ پیر منہ کھولے بے حجاب رہتی ہیں' اور اجنبی سے پردہ و احتجاب لابدی و لازمی ہے۔

اور ملاحظہ ہو۔ قُلْ لِّلْمُؤْمِنِيْنَ يَغُضُّوْا مِنْ اَبْصَارِهِمْ وَ يَحْفَظُوْا فُرُوْجَهُمْ ذٰلِكَ اَزْكٰى لَهُمْ اِنَّ اللّٰهَ خَبِيْرٌۢ بِمَا يَصْنَعُوْنَ یعنی "اے محبوب! مومنین کو فرما دیجئے کہ وہ اپنی نگاہیں نیچے کریں اور اپنے اندام خاص کی حفاظت رکھیں۔ یہ ان کے لیے پاکیزگی اور صفائی کے امور ہیں۔ بے شک اللہ جانتا ہے جو کچھ وہ کیا کرتے ہیں"۔

یہی سبب ہے' کہ شریعت اسلامیہ میں اجنبیہ کا بلا ضرورت شرعی منہ ہاتھ دیکھنا ناجائز ہے۔ خاص کر اس پر آشوب زمانہ میں کہ ہر طرف فتنہ و فساد کی آندھیاں چل رہی ہیں اور شاید ہی کوئی نظر فتنہ سے خالی ہو۔

پھر جس طرح مرد کو اجنبیہ کی طرف دیکھنا منع فرمایا' اسی طرح عورت کو حکم ہوا وَقُلْ لِّلْمُؤْمِنٰتِ يَغْضُضْنَ مِنْ اَبْصَارِهِنَّ وَ يَحْفَظْنَ فُرُوْجَهُنَّ وَلَا يُبْدِيْنَ زِيْنَتَهُنَّ اِلَّا مَا ظَهَرَ مِنْهَا وَلْيَضْرِبْنَ بِخُمُرِهِنَّ عَلٰى جُيُوْبِهِنَّ وَلَا يُبْدِيْنَ زِيْنَتَهُنَّ اِلَّا لِبُعُوْلَتِهِنَّ اَوْ اٰبَآئِهِنَّ اَوْ اٰبَآءِ بُعُوْلَتِهِنَّ اَوْ اَبْنَآئِهِنَّ اَوْ اَبْنَآءِ بُعُوْلَتِهِنَّ اَوْ اِخْوَانِهِنَّ اَوْ بَنِيْٓ اِخْوَانِهِنَّ اَوْ بَنِيْٓ اَخَوٰتِهِنَّ اَوْ نِسَآئِهِنَّ اَوْ مَا مَلَكَتْ اَيْمَانُهُنَّ اَوِ التّٰبِعِيْنَ غَيْرِ اُولِى الْاِرْبَةِ مِنَ الرِّجَالِ اَوِ الطِّفْلِ الَّذِيْنَ لَمْ يَظْهَرُوْا عَلٰى عَوْرٰتِ النِّسَآءِ وَلَا يَضْرِبْنَ بِاَرْجُلِهِنَّ لِيُعْلَمَ مَا يُخْفِيْنَ مِنْ زِيْنَتِهِنَّ وَتُوْبُوْٓا اِلَى اللّٰهِ جَمِيْعًا اَيُّهَ الْمُؤْمِنُوْنَ لَعَلَّكُمْ تُفْلِحُوْنَ۝ یعنی "اے محبوب ایمان والی خواتین سے فرما دیجئے کہ وہ اپنی نگاہیں نیچی رکھیں اور اپنی عصمت کی محافظت کریں' اور اپنی آرائش نہ دکھائیں مگر بضرورت جو ظاہر ہوتی ہے اور اپنے سینوں پر دوپٹہ ڈالے رہیں' اور اپنی آرائش نہ دکھائیں (یعنی پوشیدہ رہیں) مگر اپنے

شوہروں یا اپنے باپ یا خاوند کے باپ یا اپنے بیٹوں یا خاوند کے بیٹوں سے یا اپنے بھائیوں یا بھتیجوں یا بھانجوں سے یا اپنی عورتوں یا اپنے مملوکوں لونڈی و غلامان شرعی سے یا ان خدمت گاروں سے جن کو عورتوں کی حاجت نہ رہی ہو۔ (جیسے خواجہ سرا یا شیخ فانی) یا ان کمسن بچوں سے جو عورتوں کی پردہ کی چیزوں سے واقف نہیں اور اپنے پاؤں اس طرح نہ ماریں کہ ان کا مخفی زیور معلوم ہو جائے اور تم سب اے مسلمانو! اللہ کی طرف رجوع کرو کہ فلاح دارین حاصل ہو۔"

آیات متذکرہ میں صاف حکم ہے کہ طبقہ نسوانی باستثناء مستثنیات سب سے پوشیدہ رہے۔ بالخصوص سر' سینہ' کان' چہرہ گردن کا پوشیدہ رہنا ضروری ہے۔ یہی سبب ہے کہ اِلاَّ مَاظَھَرَ مِنْھَا فرما کر استثنا فرما دیا۔اس لیے کہ زینت نام ہے خوبصورتی کا' عام اس سے کہ وہ فطری ہو یا مصنوعی' لباس فاخرہ زیور وغیرہ سے ہو یا حسن و جمال بشرہ و خط و خال جسم سے۔

## ظاہری زینت وہ ہے

جس کے پوشیدہ کرنے میں وقت ضرورت مشکل ہو۔ جیسے انگوٹھی چادر برقعہ جس کے ظاہر ہونے میں بوقت ضرورت مانع شرعی نہیں۔

## باطنی زینت جس کا پوشیدہ کرنا ضروری ہے

وہ چہرہ ہاتھ گٹوں تک ہے جو اشد ضرورت پر ظاہر کرنا جائز ہے اور جن سے چہرہ چھپانا غیر ضروری ہے وہ سابقاً" بیان ہو چکے' اور حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ کے نزدیک تو وہ زینت جس کے اظہار میں نقصان نہیں وہ محض لباس ہے۔

بنا بریں واضح لائح اور روشن ہوگیا کہ باتفاق علماء کرام و صحابہ عظام' چہرہ' ہاتھ' لباس ملبوسہ اجانب کے آگے ظاہر کرنا ممنوع ہے لیکن وقت اشد ضرورت بقدر رفع ضرورت جائز ہے۔ بشرطیکہ اس اظہار سے خوف فتنہ و فساد نہ ہو ورنہ کسی ضرورت پر بھی جائز نہیں۔

ناظرین کرام! غور فرما کر انصاف کریں کہ شریعت مطہرہ پردہ کو کس

قدر مہتم بالشان بتا رہی ہے۔ علماء فقہا اور مفسرین کرام کی اکثریت اسی طرف ہے۔

ہاں بعض اس طرف گئے ہیں کہ چہرہ ہاتھ قدم چھپانا اس وقت غیر ضروری ہے جبکہ نظربد سے امن ہو' لہٰذا اس جماعت کی تجویز سے بھی اب ہم فائدہ نہیں اٹھا سکتے اس لیے کہ نظربد سے امن نہیں۔ چنانچہ اخبار بین حضرات کو اس کا بہ نسبت دوسروں کے زیادہ تجربہ ہے۔ تفسیر احمدی میں ہے۔ **وَالِی الْحُرَّۃِ الاَ جْنَبِیَّۃِ مُطْلَقًا اِنْ لَّمْ تَامَنْ مِنَ الشَّھْوَۃِ وَمَا سِوَی الْوَجْہِ وَالْکَفِ اِنْ اَمِنَ مِنْھَا۔** "یعنی چہرہ اجنبیہ کی طرف نظر مطلقاً" حرام ہے اگر شہوت سے امن نہ ہو' اگر شہوت سے امن ہو تو چہرہ اور گٹوں تک ہاتھ اور ٹخنوں تک پاؤں دکھانا جائز ہے باقی ہر حصہ بدن کو دکھانا دیکھنا اس پر نظر کرنا حرام ہے۔

اب دیکھنا یہ ہے کہ فی زمانہ عورتوں کا بے نقاب پھرنا فتنہ سے خالی ہے یا موجب سخت فتنہ و فساد کا' آج کوئی خوش فہم سنجیدہ مزاج مسلمان نہیں کہہ سکتا کہ مستورات بے نقاب کھلے بندوں پھریں تو نگاہ فساق و فجار سے محفوظ رہیں گی اور کوئی نظربد ان پر اثر نہ کرے گی۔

بنا برایں بموجب اصول **اِذَافَاتَ الشَّرْطُ فَاتَ الْمَشْرُوْطُ** بعض علماء بھی اس موجودہ حالت پر اجازت نہیں دیتے۔ کتب فقہ و تفاسیر میں تمام تر روایات و عبارات اجازت' قید عدم شہوت و عدم فتنہ کے ساتھ مقید ہیں کہیں بھی مطلقاً اجازت و رخصت نہیں ہے۔ چنانچہ ذیل میں چند وہ عبارتیں نظر ناظرین ہیں جن میں اجازت ہے' کہ چہرہ ہاتھ وغیرہ پوشیدہ نہ رہے' اور آج کل اخباروں میں انہی روایتوں سے رفع حجاب پر سند لاتے ہیں۔

فتاوی عالمگیری میں ذخیرہ، الملتقط اور ینابیع سے ہے **اَلنَّظْرُ اِلَی الْاَجْنَبِیَاتِ فَنَقُوْلُ یَجُوْزُ النَّظْرُ اِلٰی مَوَاضِعَ الزِّیْنَۃِ الظَّاھِرَۃِ مِنْھُنَّ وَ ذَالِکَ الْوَجْہِ وَالْکَفِ فِیْ ظَاھِرِ الرِّوَایَۃِ کَذَا فِی الذَّخِیْرَۃِ وَاِنْ غُلِبَ عَلٰے ظَنِہٖ اَنَّہٗ یَشْتَھِیْ فَھُوَ حَرَامٌ (کذا فی الینابیع)** مطلب یہ ہے کہ "اجنبی عورت کی طرف نظر کرنے کے متعلق ہم کہتے ہیں کہ مواضع زینت ظاہرہ کی طرف دیکھنا جائز ہے اور وہ چہرہ اور کف دست ہے' اور

اگر ظن غالب ہو شہوت کا تو دیکھنا دکھانا حرام ہے۔"

اس عبارت سے صاف ظاہر ہے کہ خوف شہوت فتنہ نہ ہونے کی صورت میں جائز ہے اور جہاں گمان شہوت ہو وہاں پوشیدہ رکھنا ضروری ہے۔ اب قابل غور یہ امر ہے کہ اس سے ممانعت ثابت ہوتی ہے کہ اجازت فتاویٰ سراجیہ میں ہے۔ **اَلنَّظْرُ اِلٰی وَجْہِ الْاَجْنَبِیَّۃِ اِذَا لَمْ یَکُنْ عَنْ شَہْوَۃٍ لَیْسَ بِحَرَامٍ لٰکِنَّہٗ مَکْرُوْہٌ۔ (کذافی السراجیہ)** یعنی "اجنبی عورت کے چہرہ کی طرف بغیر شہوت کے دیکھنا حرام نہیں مگر مکروہ ہے۔" اس سے بھی صاف واضح ہے کہ اگر خوف شہوت و نظربد ہو تو اظہار حرام ہے ورنہ مکروہ ہے۔

قہستانی میں ہے **یَنْظُرُ الرَّجُلُ مِنَ الْحُرَّۃِ الْاَجْنَبِیَّۃِ اِلَی الْوَجْہِ وَھٰذَا فِیْ زَمَانِھِمْ وَاَمَّا فِیْ زَمَانِنَا فَمُنِعَ مِنَ الشَّابَّۃِ** یعنی "مرد اجنبی عورت کی طرف دیکھ سکتا ہے لیکن یہ اجازت زمانہ صحابہ و تابعین میں تھی مگر ہمارے زمانہ میں جوان عورتوں کی طرف دیکھنا ممنوع ہے۔"

میں کہتا ہوں کہ علامہ قہستانی اپنے مبارک زمانہ کی نسبت فرما رہے ہیں کہ:۔

**فِیْ زَمَانِنَا فَمُنِعَ مِنَ الشَّابَّۃِ** یعنی "ہمارے زمانہ میں جوان عورت کی طرف دیکھنا ممنوع ہے۔" تو پھر اس زمانہ موجودہ میں بطریق اولیٰ ممنوع ہوا۔ اللہ توفیق عمل دے اور انصاف عطا کرے آمین۔ بجاہ سید المرسلین

شامی میں ہے **وَشُرِطَ لِحِلِّ النَّظْرِ اِلَیْھَا الْاَمْنُ بِطَرِیْقِ الْیَقِیْنِ عَنِ الشَّہْوَۃِ** یعنی "اجنبیہ کے چہرہ کی طرف اس شرط سے دیکھنا جائز ہے کہ امن شہوت یقینی ہو۔ یعنی نظربد اور خیال فاسد کا شائبہ بھی نہ ہو۔" تو کیا آج کوئی کہہ سکتا ہے کہ ہم صاف باطنی سے دیکھتے ہیں؟

ہدایہ میں ہے **اِنْ کَانَ لَایَاْمَنُ الشَّہْوَۃَ لَا یَنْظُرُ اِلٰی وَجْھِھَا اِلَّا لِحَاجَۃٍ لِقَوْلِہٖ عَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ مَنْ نَظَرَ اِلٰی مَحَاسِنِ اِمْرَاَۃٍ اَجْنَبِیَّۃٍ عَنْ شَہْوَۃٍ صُبَّ فِیْ عَیْنَیْہِ**

... حاجۃ تحرزاً عن المحرم۔ مطلب یہ

ہے کہ "اگر شہوت سے بے خوف نہ ہو تو اجنبی عورت کے چہرہ کی طرف ہرگز نہ دیکھے مگر کسی خاص حاجت سے کیونکہ نبی علیہ الصلوۃ والسلام نے فرمایا ہے جس نے اجنبیہ کے محاسن و خوبی کی طرف نظر شہوت سے دیکھا اس کی آنکھوں میں بروز قیامت سیسہ گلا کر ڈالا جائے گا۔" **اس سے بھی ہمارا دعویٰ ثابت ہے۔**

**شامی بحوالہ تاتارخانیہ** فتاوے تاتارخانیہ سے صاحب شامی ایک اور عبارت نقل فرماتے ہیں جو مانحن فیہ کی موید ہے۔ وھوہذا۔ **فِی التَّتَارْخَانِیَۃِ وَ فِیْ شَرْحِ الکَرْخِیِّ اَلنَّظْرُ اِلٰی وَجْہِ الْاَجْنَبِیَّۃِ الْحُرَّۃِ لَیْسَ بِحَرَامٍ وَلٰکِنَّہٗ یُکْرَہُ بِغَیْرِ حَاجَۃٍ وَظَاہِرُہٗ اَلْکَرَاہَۃُ وَلَوْ بِلَا شَہْوَۃٍ وَاِلَّا فَحَرَامٌ اَیْ اِنْ کَانَ عَنْ شَہْوَۃٍ حَرُمَ وَاَمَّا فِیْ زَمَانِنَا فَمُنِعَ مِنَ الشَّابَّۃِ لَا لِاَنَّہٗ عَوْرَۃٌ بَلْ نَخُوْفُ الْفِتْنَۃَ** یعنی "تاتارخانیہ اور شرح کرخی میں ہے کہ اجنبیہ کا چہرہ دیکھنا حرام نہیں مکروہ ہے' اور ظاہر ہے کہ مکروہ تب ہے جبکہ بلا شہوت ہو ورنہ حرام ہے یعنی اگر بہ شہوت ہو تو حرام ہے' لیکن ہمارے زمانہ میں جوان عورت کی طرف بوجہ خوف فتنہ کے دیکھنا ممنوع ہے۔"

**ناظرین** نظر انصاف سے ملاحظہ فرمائیں **وَاَمَّا فِیْ زَمَانِنَا فَمُنِعَ مِنَ الشَّابَّۃِ** یعنی "مگر ہمارے زمانہ میں بوجہ خوف فتنہ جوان عورت کا دیکھنا منع ہے۔"

## بحرالرائق شرح کنزالدقائق

میں ہے **حَرُمَ النَّظْرُ اِلٰی وَجْہِہَا وَوَجْہِ الْاَمْرَدِ اِذَا شَکَّ فِی الشَّہْوَۃِ قَالَ مَشَائِخُنَا تُمْنَعُ الْمَرْءَۃُ الشَّابَّۃُ مِنْ کَشْفِ وَجْہِہَا بَیْنَ الرِّجَالِ فِیْ زَمَانِنَا لِلْفِتْنَۃِ** "اجنبی عورت اور خوبصورت بے ریش لڑکے کے چہرہ کی طرف دیکھنا حرام ہے اگر خوف شہوۃ ہو۔ مشائخ کرام فرماتے ہیں کہ جوان عورت کو مردوں میں چہرہ کھولنے سے منع کیا جائے گا ہمارے زمانہ میں بوجہ فتنہ کے۔"

**حضرات!** مندرجہ بالا نصوص قرآنیہ و احادیث نبویہ و عبارات فقہیہ سے کشف وجہ نساء (عورتوں کے کھلے منہ پھرنے) کی حرمت و ممانعت ظاہر و باہر ہو چکی اور ان کے منہ چھپا رکھنے کی غرض بھی معلوم ہو گئی اور حق و باطل کا امتیاز بوجہ احسن ہو گیا اب فیصلہ آپ کے ہاتھ یا ضمائر پر ہے۔ انصاف کیجئے۔ خوف الٰہی فرمایئے اور

بالاخر اپنے ناموس کی حرمت ملحوظ رکھے۔

مندرجہ بالا تحقیق تو مسئلہ نظر میں تھی جبکہ وَلَا يُبْدِيْنَ زِيْنَتَهُنَّ کو نظر الی وجہ العورۃ میں مخصوص رکھا جائے۔ اب ذرا علامہ بیضاوی کی تحقیق بھی ملاحظہ ہو:-

وہ فرماتے ہیں کہ وَلَا يُبْدِيْنَ زِيْنَتَهُنَّ کا حکم محض نماز کے لیے ہے اور نظر الی الغیر سے اس کو کوئی تعلق نہیں۔ انتھی۔ ملاحظہ ہو بعینہ عبارت حاضر ہے۔

اَلْاَظْهَرُ اِنَّ هٰذَا فِی الصَّلٰوةِ لَا فِی النَّظْرِ فَاِنَّ كُلَّ بَدَنِ الْحُرَّةِ عَوْرَةٌ وَلَا يَحِلُّ لِغَيْرِ الزَّوْجِ وَ الْمَحْرَمِ النَّظْرُ اِلٰی شَئٍ مِّنْهَا لِضَرُوْرَةٍ كَالْمُعَالَجَةِ وَتَحَمُّلِ الشَّهَادَةِ یعنی "اصل حقیقت یہ ہے کہ یہ حکم نماز میں ہے کہ عورت اپنا تمام بدن سوائے ہاتھ اور قدموں کے چھپائے۔ یہ نظر کا حکم ہی نہیں۔ اس لیے کہ حرہ ازسرتاپا واجب الستر ہے اور سوائے خاوند اور محرم کے کسی کو وہ اپنا بدن یا بدن کا حصہ نہ دکھائے' اور اس کی طرف دیکھنا حرام ہے مگر بضرورت شدیدہ مثل معالجہ وغیرہ اور تحمل شہادت کے یعنی جب شاہد کو ضرورت ہو تو وہ موضع شہادت کو دیکھ سکتا ہے۔" اس تحقیق کی بناء پر شرط' حفظ امن و عدم شہوت بھی بیکار ہے۔ بلکہ صاف طور پر ثابت ہے کہ **عورت ازسرتاپا عورت ہے اس کا کوئی حصہ غیر محرم کو دیکھنا جائز نہیں۔**

یہی حکم ابن مسعود اور حضرت صدیقہ رضی اللہ تعالٰی عنہا کے اقوال سے مستفاد ہوتا ہے۔ چنانچہ اِلَّا مَاظَهَرَ مِنْهَا کی تفسیر میں ہے یعنی مِنَ الزِّيْنَةِ قَالَ ابْنُ مَسْعُوْدٍ هِیَ الثِّيَابُ ابن مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ آیت سے مراد ظاہری کپڑے ہیں۔ وَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ هِیَ الْكُحْلُ وَالْخَاتِمُ وَالْخِضَابُ فِی الْكَفِّ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ فرماتے ہیں زینت ظاہرہ سے مراد کاجل' سرمہ' انگوٹھی اور ہاتھ کی مہندی ہے۔ پھر فرماتے ہیں فَمَا كَانَ مِنَ الزِّيْنَةِ الظَّاهِرَةِ يَجُوْزُ لِلرَّجُلِ الْاَجْنَبِیِّ اَلنَّظْرُ اِلَيْهِ لِلضَّرُوْرَةِ مِثْلَ تَحَمُّلِ الشَّهَادَةِ وَ نَحْوِهٖ مِنَ الضَّرُوْرِيَاتِ اِذَا لَمْ يَخَفْ فِتْنَةً

**وَشَھْوَۃ فَاِنْ خَافَ مِنْ ذٰالِکَ غَضَّ الْبَصَرَ** مطلب یہ ہے کہ "جو ظاہری زینت ہے' (یعنی بقول ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ کپڑا ہے اور (بقول ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ) کاجل' مہندی' انگوٹھی جو زینت ظاہرہ میں ہے۔ اس کی طرف اجنبی شخص عندالضرورۃ دیکھ سکتا ہے مثل تحمل شہادت وغیرہ کے بشرطیکہ شہوت و فتنہ کا خوف نہ ہو' اور اگر دیکھنے میں فتنہ و شہوت کا خیال ہے تو نظر بند رکھے' اور زینت ظاہرہ کو بھی نہ دیکھے۔ (از بحرالرائق)

کفایہ شرح ہدایہ میں ہے **اِلاَّ مَاظَھَرَ مِنْھَاقَالَتْ عَائِشَۃُ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْھَا اَلْمُرَادُ مِنْ قَوْلِہٖ تَعَالٰی اِلاَّ مَاظَھَرَ مِنْھَا اِحْدٰی عَیْنَھَا۔ وَقَالَ ابْنُ مَسْعُوْدٍ اَلْمُرَادُ مِنْھَا خُفَّھَا وَمَلاَبِسَھَا وَ اسْتَدَلَّ ابْنُ مَسْعُوْدٍ لِقَوْلِہٖ عَلَیْہِ السَّلاَمُ اَلنِّسَاءُ حَبَائِلُ الشَّیْطَانِ بِھِنَّ یَصِیْدُ الرِّجَالُ۔ وَقَالَ مَاتَرَکْتُ بَعْدِیْ فِتْنَۃً اَضَرُّ عَلَی الرِّجَالِ مِنَ النِّسَاءِ۔** حضرت صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ آیۂ کریمہ **اِلاَّمَاظَھَرَ مِنْھَا** سے مراد زینت ظاہرہ ہے اور وہ صرف ایک آنکھ ہے۔ (یعنی بضرورت ایک آنکھ سے تمام جسم و چہرہ و پیر کو پوشیدہ کر کے دیکھیں اس لیے کہ ضروریات ایک آنکھ سے پوری ہو سکتی ہیں) اور ابن مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں مراد زینت سے آیہ کریمہ میں عورت کا ظاہری کپڑا ہے (یعنی موزے اور اوپر کی چادر) اور وہ اس حدیث سے استدلال فرماتے ہیں' جو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمائی کہ عورتیں شیطان کی رسیاں ہیں کہ وہ ان کے ذریعہ مردوں کا شکار کرتا ہے۔

دوسری حدیث میں ارشاد ہوا۔ "میں نے اپنے بعد عورتوں سے زیادہ نقصان دہ مردوں کے لیے کوئی فتنہ نہ چھوڑا۔" یعنی عورتیں محل فتنہ ہیں اور اجانب کا ان کے فتنوں سے محفوظ رہنا ناممکن ہے **لہٰذا عورتوں کو اجنبی مردوں سے قطعاً محجوب و مستور رکھنا چاہیے تاکہ فتنہ رکا رہے۔**

## اب ناظرین کرام ذرا غور فرمالیں!

کہ حضور سید یوم النشور صلی اللہ علیہ وسلم تو یوں ارشاد فرمائیں' اور ہم اپنی بہن' بیٹی' ...

فقہاء کرام نماز پنجگانہ کے لیے مومنین کے ساتھ مسجد میں آنے کو بھی حرام فرماتے ہیں۔ چنانچہ

**بدائع جلد اول** صفحہ ۱۵۷ میں ہے **وَلَا يُبَاحُ لِلشَّوَابِ مِنْهُنَّ الْخُرُوْجَ اِلَى الْجَمَاعَاتِ بِدَلِيْلِ مَارُوِىَ عَنْ عُمَرَ رَضِىَ اللّٰهُ عَنْهُ اَنَّهُ نَهَى الشَّوَابَ عَنِ الْخُرُوْجِ وَلِاَنَّ خُرُوْجَهُنَّ اِلَى الْجَمَاعَةِ سَبَبُ الْفِتْنَةِ وَالْفِتْنَةُ حَرَامٌ وَمَا اَدّٰى اِلَى الْحَرَامِ فَهُوَ حَرَامٌ** "یعنی جوان عورتوں کو جماعت مسلمین میں نکلنا جائز نہیں۔ اس وجہ سے کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ آپ نے جوان عورتوں کو نکلنے سے منع فرمایا' اس لیے کہ ان کا نکلنا جماعت کی طرف فتنہ کا سبب ہے اور فتنہ حرام ہے' اور جو شے حرام کی طرف مؤدی ہو وہ حرام ہے۔ **لہذا عورت کا مسجد میں ادائے جماعت کو بھی آنا حرام ہے۔**

کفایہ میں ہے **وَجَرٰى فِىْ مَجْلِسِهٖ عَلَيْهِ السَّلَامُ يَوْمًا مَا خَيْرٌ مَا لِلرِّجَالِ مِنَ النِّسَاءِ وَمَا خَيْرٌ مَالِلنِّسَاءِ مِنَ الرِّجَالِ فَلَمَّا رَجَعَ عَلِىٌّ اِلٰى بَيْتِهٖ اَخْبَرَ فَاطِمَةَ فَقَالَتْ خَيْرُ مَا لِلرِّجَالِ مِنَ النِّسَاءِ اَنْ لَّا يَرَوْنَهُنَّ وَ خَيْرُ مَا لِلنِّسَاءِ مِنَ الرِّجَالِ اَنْ لَّا يَرَيْنَهُمْ فَلَمَّا سَمِعَ اَخْبَرَ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِذَالِكَ قَالَ هِىَ بِضْعَةٌ مِّنِّىْ۔**

**برادران اسلام** یہ حدیث ایک تنہا ایسی جامع ہے کہ اگر خدا انصاف دے اور سخن پروری سے بچائے تو اس کے بعد کسی دلیل کی تلاش کی ضرورت ہی نہیں۔ اس کا ترجمہ ملاحظہ فرما کر غور کریں اور انصاف فرمائیں۔

ترجمہ **:** ایک روز نبی علیہ الصلوۃ والسلام کی مجلس اقدس میں یہ بحث تھی کہ مستورات سے مردوں کے لیے کس طرح بہتری مل سکتی ہے' اور مردوں سے مستورات کو کس طرح؟ اس کو حضرت سیدی و مولائے اسد اللہ شیر خدا کرم اللہ وجہہ نے سیدہ فاطمہ زہرا رضی اللہ عنہا سے کہا' آپ نے فرمایا مردوں کو عورتوں سے اس میں خیر ہے کہ وہ عورتوں کو نہ دیکھیں اور عورت کے حق میں اس میں بہتری ہے کہ وہ مردوں پر نظر نہ ڈالیں۔ اس کا ذکر حضرت شیر خدا کرم اللہ وجہہ نے دربار رسالت میں کیا تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا **هِىَ بِضْعَةٌ مِّنِّىْ** ایسا کیوں نہ فرماتیں۔

وہ میری لخت جگر ہیں۔

یہ حدیث صاف بتا رہی ہے کہ حضرت فاطمہ زہرا رضی اللہ عنہا نے عورتوں کو مردوں سے اور مردوں کو عورتوں سے محجوب و مستور رہنے میں دارین کی فلاح و بہبود بیان فرمائی اور ان کے ارشاد کو حضور علیہ الصلوۃ والسلام نے پسند فرمایا۔ انہی حدیثوں کی بنا پر سیدنا ابن مسعود رضی اللہ عنہ نے مستور رہنے کا حکم دیا اور **اِلاَّ مَاظَهَرَ مِنْهَا** سے چہرہ و ہاتھ مراد نہیں لیے بلکہ صاف طور پر فرما دیا کہ مستثنیٰ زینت ظاہرہ یعنی برقعہ و چادر وغیرہ ہے۔ اس کے بعد صاحب کفایہ شارح ہدایہ فرماتے ہیں **فَدَلَّ اَنَّهٗ لَايُبَاحُ النَّظُرُ اِلٰى شَيْئٍ مِّنْ بَدَنِهَا وَلِاَنَّ حُرْمَتَهُ النَّظْرِ لِخَوْفِ الْفِتْنَةِ وَعَامَّةِ مَحَاسِنِهَا فِيْ وَجْهِهَا فَخَوْفُ الْفِتْنَةِ فِي النَّظْرِ اِلٰى وَجْهِهَا اَكْثَرُ مِنْهُ اِلٰى سَائِرِ الْاَعْضَاءِ**

یعنی احادیث مذکورہ سے ثابت ہوا کہ عورت اجنبیہ کے کسی حصہ بدن کی طرف دیکھنا جائز نہیں کیونکہ حرمت نظر کی علت فتنہ و فساد ہے اور تمام حسن و جمال اور کمال خوبصورتی چہرہ میں ہے تو چہرہ کی طرف دیکھنا بہ نسبت دیگر اعضاء کے زیادہ موجب فتنہ و فساد کا ہوا۔ لہٰذا چہرے کی طرف دیکھنا قطعی ناجائز ہے پھر فرماتے ہیں **وَبِنَحْوِ هٰذَا اِسْتَدَلَّتْ عَائِشَةُ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا وَلٰكِنَّهَا تَقُوْلُ هِيَ لَاتَجِدُ بُدًّا مِّنْ اَنْ تَمْشِيَ فِي الطَّرِيْقِ وَلَابُدَّ مِنْ اَنْ تَفْتَحَ اِحْدٰى عَيْنَيْهَا لِتَبْصُرَ الطَّرِيْقَ فَجَوَّزَ لَهَا اَنْ تَكْشُفَ اِحْدٰى عَيْنَيْهَا لِهٰذِهِ الضَّرُوْرَةِ وَالثَّالِثُ بِالضَّرُوْرَةِ لَاتَعِدُ مَوْضِعَ الضَّرُوْرَةِ**

یعنی ہیچو قسم احادیث سے ام المؤمنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے کشف وجہ کی حرمت پر استدلال کیا، لیکن آپ فرماتی ہیں کہ بعض وقت عورت کو باہر نکلنے کی ضرورت واقع ہو جاتی ہے اور راستہ پر چلنے کے لیے آنکھ کا کھولنا ضروری ہے لہٰذا وہ ایک آنکھ کھول کر چلے تاکہ راستہ نظر آ جائے۔ پس قطع طریق کے لیے ام المومنین نے ایک آنکھ کھولنے کی عورت کو عندالضرورت اجازت عطا فرمائی، اور جو چیز کسی خاص ضرورت کے لیے جائز قرار دی گئی ہو اس کو قدر ضرورت سے متجاوز کرنا جائز نہیں۔

**ناظرین کرام!** غور فرمائیں کہ ان صاف و صریح ارشادات فقہاء سے عورت کو چہرہ ڈھانکنا کیسی وضاحت سے ثابت ہے اور درحقیقت اگر ہٹ دھرمی اور سخن پروری کو تھوڑی دیر کے لیے چھوڑ کر انصاف سے کام لیا جائے تو آفتاب نیم روز کی طرح واضح ہو جائے گا کہ **عورت کے تمام جسم میں فقط چہرہ ہی موجب فساد اور محل فتنہ اور وجہ فریفتگی ہے** ہاتھ، پاؤں، قدو قامت کتنے ہی موزوں ہوں، رفتار و گفتار کیسی ہی قیامت خیز ہو، لیکن آنکھ ناک بھنکتے ہی پھٹکار برستی ہے، گو کوئی عضو بھی سجیلا نہ ہو، مگر چہرہ زیبا جاذب نظر ہو پھر دیکھئے ہجوم نگاہ سے پیچھا چھڑانا دشوار ہوتا ہے کہ نہیں۔ عورت سرتاپا مرصع ہو، لیکن ناک نہ ہو، یا چشم نرگسیں نہ ہو تو کتے بھونکنے لگتے ہیں، اور اگر چہرہ جاذب نظر ہے، صراحی دار گردن ہے، سیمیں ذقن ہے، خندہ پیشانی ہے تو اس کو دیکھ کر راہ چلتے کھڑے ہو جاتے ہیں۔ چہرہ پر تھیلا چڑھا کر عورت برہنہ ہو جائے تو ہر عضو اس کا مکروہ نظر آئے گا اور تمام جسم پر دھجیاں لپٹی ہوں فقط چہرہ کھلا رہے تو گودڑی میں لعل کہیں گے۔ لباس کے نقش و نگار قابل پرستش نہیں، لیکن **حسن پرست چہرہ کے پرستار نظر آتے ہیں**، غرضیکہ چہرہ ہی ہے جو دیکھنے والے کو متوالا و فریفتہ بنا دیتا ہے اور اس پرفتن زمانہ میں نمائشی لیڈر تو لیڈر بعض نام نہاد خوشامد پسند ملا بھی لیڈروں سے دب کر خود غرض مطلب برآری کی خاطر بعض حاکموں کی غلط کاریوں کو بھی مطابق شریعت ثابت کرنے کے لیے ایڑی چوٹی تک کا زور صرف کر رہے ہیں اور روایات فقہیہ کی قطع و برید کر کے عوام کو مغالطہ میں ڈال رہے ہیں حالانکہ جس قدر روایات ہیں سب کی سب مقید ہیں، قید عدم شہوت و عدم فتنہ سے اور یہ امر ظاہر ہے کہ فتنہ و فساد چہرہ دیکھنے سے وابستہ ہے، اور اسی چہرہ کی ستم شعار نظربازی کے سبب (کہتے ہیں کہ) **بعض مدرسین کو مدارس سے معطل ہونا پڑا** (اَلْعَاقِلُ تَكْفِيْهِ الْاِشَارَةُ)

## وہ احادیث جن میں عورت کے لیے چہرہ چھپانے کا صاف حکم ہے

روایت کی ہے کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا **لَعَنَ اللّٰہُ النَّاظِرَ وَالْمَنْظُوْرَ اِلَیْہِ** یعنی "جو شخص اجنبی عورت کو دیکھے اس پر اور جو عورت بے حجاب رہ کر غیر مرد کو دیکھنے کا موقع دے ان دونوں پر خدا کی لعنت" **ترمذی** نے حضرت ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی کہ حضور انور علیہ الصلوۃ والسلام نے فرمایا، **اَلْمَرْأَۃُ عَوْرَۃٌ فَاِذَا خَرَجَتْ اِسْتَشْرَفَهَا الشَّیْطَانُ** "عورت قابل پردہ ہے (چاہیے کہ غیروں سے پوشیدہ رہے) وہ جب گھر سے نکلتی ہے۔ شیطان اس کی طرف نظر اٹھاتا ہے اور اس کو اغوا کرنے اور اس کے ذریعہ مردوں کو گمراہ کرنے کا موقع پاتا ہے۔ ممکن ہے کہ اجنبیہ کی طرف دیکھنے والے مرد کو شیطان فرمایا ہو۔

**بخاری و مسلم** میں حضرت شیبہ ابن عامر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا **اِیَّاکُمْ وَالدُّخُوْلَ عَلَی النِّسَاءِ فَقَالَ رَجُلٌ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ اَرَأَیْتَ الْحَمْوَ قَالَ اَلْحَمْوُ الْمَوْتُ** حضور انور علیہ الصلوۃ والسلام نے فرمایا، تم اپنے آپ کو عورتوں میں داخل ہونے سے بچاؤ۔ ایک شخص نے عرض کیا یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم دیور، جیٹھ وغیرہ؟ یعنی ان لوگوں کے لیے کیا حکم ہے جو عورت کے شوہر کے رشتہ دار ہوں؟ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا، حم (دیور) موت ہے، یعنی اس سے پردہ اور پرہیز بہت ضروری ہے۔ (حم عربی زبان میں شوہر کے آباؤ ابناء کے بغیر باقی رشتہ داروں کو کہتے ہیں) حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مخنثوں تک کو مکان میں داخل ہونے کی اجازت نہیں دی۔ **بخاری و مسلم** میں بروایت ام المومنین حضرت ام سلمہ رضی اللہ تعالیٰ **عنہا** سے مروی ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا **لَا یَدْخُلَنَّ هٰؤُلَاءِ عَلَیْکُمْ** یہ لوگ ہرگز تم پر داخل نہ ہوں۔ **ترمذی و ابوداؤد** میں انہی سے مروی ہے کہ وہ اور حضرت میمونہ رضی اللہ عنہما حضور اقدس صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں حاضر تھیں کہ جناب ابن ام مکتوم جلیل القدر صحابی (نابینا) حرم نبوی میں تشریف لائے تو سرکار نے ازواج مطہرات سے فرمایا کہ بیبیو! پردہ کرلو۔ انہوں نے عرض کی کہ حضور ابن ام مکتوم تو نابینا ہیں وہ ہمیں کیا دیکھیں گے؟ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ کیا تم بھی نابینا ہو اور

**ناظرین کرام!** غور فرمائیں کہ ان صاف و صریح ارشادات فقہاء سے عورت کو چہرہ ڈھانکنا کیسی وضاحت سے ثابت ہے اور درحقیقت اگر ہٹ دھرمی اور سخن پروری کو تھوڑی دیر کے لیے چھوڑ کر انصاف سے کام لیا جائے تو آفتاب نیم روز کی طرح واضح ہو جائے گا کہ **عورت کے تمام جسم میں فقط چہرہ ہی موجب فساد اور محل فتنہ اور وجہ فریفتگی ہے** ہاتھ، پاؤں، قدو قامت کتنے ہی موزوں ہوں، رفتار و گفتار کیسی ہی قیامت خیز ہو، لیکن آنکھ ناک بھنکتے ہی پھٹکار برستی ہے، گو کوئی عضو بھی سجیلا نہ ہو، مگر چہرہ زیبا جاذب نظر ہو پھر دیکھئے ہجوم نگاہ سے پیچھا چھڑانا دشوار ہوتا ہے کہ نہیں۔ عورت سرتاپا مرصع ہو، لیکن ناک نہ ہو، یا چشم نرگسیں نہ ہو تو کتے بھونکنے لگتے ہیں، اور اگر چہرہ جاذب نظر ہے، صراحی دار گردن ہے، سیمیں ذقن ہے، خندہ پیشانی ہے تو اس کو دیکھ کر راہ چلتے کھڑے ہو جاتے ہیں۔ چہرہ پر تھیلا چڑھا کر عورت برہنہ ہو جائے تو ہر عضو اس کا مکروہ نظر آئے گا اور تمام جسم پر دھجیاں لپٹی ہوں فقط چہرہ کھلا رہے تو گودڑی میں لعل کہیں گے۔ لباس کے نقش و نگار قابل پرستش نہیں، لیکن **حسن پرست چہرہ کے پرستار نظر آتے ہیں**، غرضیکہ چہرہ ہی ہے جو دیکھنے والے کو متوالا و فریفتہ بنا دیتا ہے اور اس پرفتن زمانہ میں نمائشی لیڈر تو لیڈر بعض نام نہاد خوشامد پسند ملا بھی لیڈروں سے دب کر خود غرض مطلب برآری کی خاطر بعض حاکموں کی غلط کاریوں کو بھی مطابق شریعت ثابت کرنے کے لیے ایڑی چوٹی تک کا زور صرف کر رہے ہیں اور روایات فقہیہ کی قطع و برید کر کے عوام کو مغالطہ میں ڈال رہے ہیں حالانکہ جس قدر روایات ہیں سب کی سب مقید ہیں، قید عدم شہوت و عدم فتنہ سے اور یہ امر ظاہر ہے کہ فتنہ و فساد چہرہ دیکھنے سے وابستہ ہے، اور اسی چہرہ کی ستم شعار نظربازی کے سبب (کہتے ہیں کہ) بعض مدرسین کو مدارس سے معطل ہونا پڑا (اَلْعَاقِلُ تَکْفِیْہِ الْاِشَارَۃُ)

## وہ احادیث جن میں عورت کے لیے چہرہ چھپانے کا صاف حکم ہے

روایت کی ہے کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا **لَعَنَ اللّٰہُ النَّاظِرَ وَالْمَنْظُوْرَ اِلَیْہِ** یعنی "جو شخص اجنبی عورت کو دیکھے اس پر اور جو عورت بے حجاب رہ کر غیر مرد کو دیکھنے کا موقع دے ان دونوں پر خدا کی لعنت" **ترمذی** نے حضرت ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی کہ حضور انور علیہ الصلوۃ والسلام نے فرمایا، **اَلْمَرْأَۃُ عَوْرَۃٌ فَاِذَا خَرَجَتْ اِسْتَشْرَفَهَا الشَّیْطَانُ** "عورت قابل پردہ ہے (چاہیے کہ غیروں سے پوشیدہ رہے) وہ جب گھر سے نکلتی ہے۔ شیطان اس کی طرف نظر اٹھاتا ہے اور اس کو اغوا کرنے اور اس کے ذریعہ مردوں کو گمراہ کرنے کا موقع پاتا ہے۔ ممکن ہے کہ اجنبیہ کی طرف دیکھنے والے مرد کو شیطان فرمایا ہو۔

**بخاری و مسلم** میں حضرت شیبہ ابن عامر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا **اِیَّاکُمْ وَالدُّخُوْلَ عَلَی النِّسَاءِ فَقَالَ رَجُلٌ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ اَرَأَیْتَ الْحَمْوَ قَالَ الْحَمْوُ الْمَوْتُ** حضور انور علیہ الصلوۃ والسلام نے فرمایا، تم اپنے آپ کو عورتوں میں داخل ہونے سے بچاؤ۔ ایک شخص نے عرض کیا یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم دیور، جیٹھ وغیرہ؟ یعنی ان لوگوں کے لیے کیا حکم ہے جو عورت کے شوہر کے رشتہ دار ہوں؟ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا، حم (دیور) موت ہے، یعنی اس سے پردہ اور پرہیز بہت ضروری ہے۔ (حم عربی زبان میں شوہر کے آباؤ ابناء کے بغیر باقی رشتہ داروں کو کہتے ہیں) حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مخنثوں تک کو مکان میں داخل ہونے کی اجازت نہیں دی۔ **بخاری و مسلم** میں بروایت ام المومنین حضرت ام سلمہ رضی اللہ تعالیٰ **عنہا** سے مروی ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا **لَا یَدْخُلَنَّ هٰؤُلَاءِ عَلَیْکُمْ** یہ لوگ ہرگز تم پر داخل نہ ہوں۔ **ترمذی و ابوداؤد** میں انہی سے مروی ہے کہ وہ اور حضرت میمونہ رضی اللہ **عنہما** حضور اقدس صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں حاضر تھیں کہ جناب ابن ام مکتوم جلیل القدر صحابی (نابینا) حرم نبوی میں تشریف لائے تو سرکار نے ازواج مطہرات سے فرمایا کہ بیبیو! پردہ کرلو۔ انہوں نے عرض کی کہ حضور ابن ام مکتوم تو نابینا ہیں وہ ہمیں کیا دیکھیں گے؟ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ کیا تم بھی نابینا ہو اور

انہیں نہیں دیکھ سکتیں؟ وہ حدیث یہ ہے:

**عَنْ اُمِّ سَلْمَۃَ اَنَّھَا کَانَتْ عِنْدَالنَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ وَ مَیْمُوْنَۃَ اِذْقبل ابْنُ اُمِّ مَکْتُوْمٍ فَدَخَلَ عَلَیْہِ فَقَالَ عَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ احْتَجِبَا مِنْہُ فَقَالَتْ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ اَلَیْسَ ھُوَاَعْمٰی لَایُبْصِرُنَا فَقَالَ عَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ اَفَعَمْیَاوَانِ اَنْتُمَا اَلَسْتُمَا تُبْصِرَانِہٖ**

اس حدیث سے معلوم ہوا کہ مرد نامحرم خواہ عورت کو دیکھے یا نہ دیکھے اس پر عورت کو نظر کرنا حرام ہے۔ چنانچہ حضرت عبداللہ ابن ام مکتوم کا واقعہ اس مسئلہ کا عملی پہلو ظاہر کرتا ہے اور یہ گمان کرنا کہ ان کے کپڑوں میں پردہ کے لحاظ سے کوئی نقص ہوگا۔ یا (معاذ اللہ) ازواج مطہرات ان کو غور سے دیکھتی تھیں۔ یا یہ تاویل کرنا کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے نظر بند کرنے کا حکم دیا محض بادر ہوا باتیں ہیں۔ اس لیے کہ ایک جلیل القدر صحابی کی شان سے قطعی بعید ہے کہ وہ بارگاہ رسالت میں خلاف لباس شرعی یا بے ستری کی حالت میں حاضر ہو۔ نیز اگر ان کے ستر میں کسی قسم کی کمی تھی تو حضور بھی رخ انور پھیر لیتے یا آنکھیں بند کر کے ان کو ہدایت فرماتے' اور اگر نامحرم کو دیکھنا جائز ہوتا تو آقائے نامدار صلی اللہ علیہ وسلم بیبیوں پر حجاب کی تاکید نہ فرماتے۔ **بخاری شریف** میں حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کا واقعہ ہے کہ آپ نے حبشیوں کی تلواروں کا تماشا دیکھا اور خود حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے دکھایا۔ اس واقعہ سے **بعض ملاؤں** نے اپنے دعویٰ کی تائید میں جناب صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا پر بھی اجانب (نامحرم) کے دیکھنے کی تہمت لگائی ہے۔ حالانکہ حدیث کے الفاظ صاف بتا رہے ہیں کہ آپ ان کے بدن کو نہیں دیکھتی تھیں بلکہ ان کی تلواروں کے تماشے یا ہاتھوں کو دیکھتی تھیں۔ **بخاری شریف** میں ہے **اَنَّ عَائِشَۃَ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْھَا قَالَتْ لَقَدْ رَاَیْتُ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ یَوْمًا عَلٰی بَابِ حُجْرَتِیْ وَالْحَبَشَۃُ یَلْعَبُوْنَ فِی الْمَسْجِدِ وَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ یَسْتُرُنِیْ بِرِدَائِہٖ اَنْظُرُ اِلٰی لَعِبِھِمْ** **ارشاد الساری** شرح صحیح بخاری میں امام قسطلانی اس کی شرح میں فرماتے ہیں **وَاٰلَاتِھِمْ لَا اِلٰی ذَوَاتِھِمْ اِذْ نَظَرُ الْاَجْنَبِیَّۃِ اِلَی الْاَجْنَبِیِّ غَیْرُ جَائِزٍ** ام المومنین رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں میں نے حضور انور صلی اللہ علیہ

وسلم کو ایک روز اپنے حجرہ کے دروازہ پر دیکھا اور حبشی لوگ تلواروں سے مسجد میں کھیل رہے تھے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی چادر مبارک سے مجھے چھپا لیا اور میں ان کے کھیل کی طرف دیکھ رہی تھی۔ امام **قسطلانی** فرماتے ہیں، یعنی ان کے آلات (تلوار وغیرہ) کی طرف دیکھتی تھی۔ ان کے جسم کی طرف نہیں۔ اس لیے کہ عورت **اجنبیہ** کو اجنبی مرد کی طرف دیکھنا ناجائز ہے، جو لوگ تلواروں کے کرتب دکھاتے ہیں یا پھری، گتکہ، ٹبا، لکڑی کا کھیل کھیلتے ہیں ان کی نظریں تلواروں اور اطراف بدن پر ہوتی ہیں اور دیکھنے والوں کی نظریں ان کی حرکات و آلات کی طرف، بلکہ اس وقت تو ان کا دیکھنا بھی مشکل ہوتا ہے کیونکہ وہ نہایت سرعت کے ساتھ حرکت کرتے ہیں، اگر یہ کہا جائے کہ ام المومنین لہو و لعب میں کیوں مصروف تھیں؟ اس کا جواب امام **قسطلانی** نے دے دیا کہ وہ کھیل ایسا نہ تھا کہ جس میں اضاعت وقت کے سوا کچھ فائدہ نہ ہو، بلکہ وہ جہاد میں **کام آنے والے کرتب تھے** اور آپ کو اس غرض سے دکھائے گئے کہ آپ ان تلواروں کے ہاتھوں کو ضبط کرلیں اور پھر مستورات کو سکھائیں چنانچہ امام **قسطلانی** فرماتے ہیں **لَعَلَّہٗ عَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ تَرَکَھَا تَنْظُرُ اِلٰی لَعِبِھِمْ لِتَضْبُطَہٗ وَ تَنْقُلَہٗ لِتَعْلَمَہٗ بَعْدُ۔** اھ، اور علامہ بدرالدین عینی حنفی علیہ الرحمتہ اس حدیث کے تحت لکھتے ہیں۔

**فِیْہِ جَوَازُ اللَّعِبِ بِالسِّلَاحِ لِلتَّدْرِیْبِ عَلَی الْحَرْبِ وَالتَّنْشِیْطِ عَلَیْہِ وَجَوَازُ نَظْرِ النِّسَاءِ اِلٰی فِعْلِ الْاَجَانِبِ وَاَمَّا نَظْرُھُنَّ اِلٰی وَجْہِ الْاَجْنَبِیِّ فَاِنْ کَانَ بِشَھْوَۃٍ فَحَرَامٌ اِتِّفَاقًا وَاِنْ کَانَ بِغَیْرِھَا فَالْاَصَحُّ التَّحْرِیْمُ، وَقِیْلَ کَانَ ھٰذَا قَبْلَ نُزُوْلِ قُلْ لِّلْمُؤْمِنَاتِ یَغْضُضْنَ مِنْ اَبْصَارِھِنَّ**

یعنی اس واقعہ سے چند فوائد حاصل ہوئے۔ ایک تو تلوار وغیرہ آلات حرب سے کھیلنے کا جواز تاکہ شوق و رغبت **علی الجہاد** پیدا ہو۔ ثانیاً عورتوں کو اجانب کے افعال کی طرف دیکھنا جائز ہوا، لیکن عورتوں کو اجنبی مردوں کے چہرہ کی طرف **بشہوت** دیکھنا تو بالاتفاق حرام ہے اور بلاشہوت بھی بنابر قول اصح حرام ہے اور بعض نے کہا ہے کہ یہ واقعہ قبل نزول حجاب کا ہے اس قول کی بنا پر تو مخالفین

بالکل باطل ہو جاتا ہے اور امام قسطلانی کے قول کو اختیار کیا جائے اور مانا جائے کہ یہ واقعہ بعد نزول حجاب کا ہے تب بھی مخالف کو اصلا مفید نہیں جبکہ اس میں اجانب کی طرف نظر کرنے کا قطعی انکار اور ان کے آلات کی طرف دیکھنے کا اقرار ہے۔

بخاری شریف میں عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے مروی ہے **كَانَ الْفَضْلُ رَدِيْفَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَجَاءَتْ اِمْرَءَةٌ مِّنْ خَثْعَمَ فَجَعَلَ الْفَضْلُ يَنْظُرُ اِلَيْهَا وَ تَنْظُرُ اِلَيْهِ فَجَعَلَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُصْرِفُ وَجْهَ الْفَضْلِ اِلَى الشِّقِّ الْاُخَرِ۔ اھ**

حضرت فضل بن عباس حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے پس پشت سواری پر سوار تھے۔ ایک عورت قبیلہ خثعم کی حاضر ہوئی۔ حضرت فضل اس کی طرف دیکھتے تھے اور وہ ان کی طرف تو حضور نے فضل کے چہرہ کو دوسری طرف پھیر دیا۔ اگر اجانب مرد و زن کو چہرہ دیکھنا ممنوع نہ ہوتا تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کیوں فضل رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا چہرہ پھیرتے؟

بخاری شریف کی ایک حدیث میں ہے کہ حضور انور علیہ الصلوۃ والسلام نے حضرت ام المومنین سودۃ بنت زمعہ رضی اللہ عنہا کو حکم فرمایا کہ **اِحْتَجِبِيْ مِنْهُ لِمَا رَاٰى مِنْ شِبْهِهٖ بِعُتْبَةَ فَمَا رَاٰهَا حَتّٰى لَقِيَ اللّٰهَ عَزَّوَجَلَّ مَعَ اَنَّهٗ كَانَ اَخَا سَوْدَةَ اُمِّ الْمُؤْمِنِيْنَ**

یعنی آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت سودہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے فرمایا، کہ تم اپنے بھائی سے پردہ کیا کرو کیونکہ وہ عتبہ کے مشابہ ہیں۔ اس وقت سے انتقال کے وقت تک آپ نے اپنی بہن کو نہیں دیکھا، باوجودیکہ بھائی تھے۔ لیکن ادنیٰ شبہ سے کہ مبادا اجنبی ہوں حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حجاب کی تاکید فرمائی۔

العبد المذنب سید احمد المکنی بابی البرکات

سنی حنفی قادری ناظم مرکزی انجمن حزب الاحناف

لاہور، پاکستان

# اپیل

مجلس گنج بخش اسلام پورہ لاہور اشاعتی ادارہ ہے، جو
حضرت داتا گنج بخش علی ہجویری نور اللہ مرقدہ اور اعلیٰ
حضرت امام اہل سنت مولانا شاہ احمد رضا خان فاضل
بریلوی نور اللہ مرقدہ کے عقائد و نظریات کی اشاعت میں
مصروف ہے۔ ادارہ کی طرف سے مختلف موضوعات پر
لٹریچر شائع ہو چکا ہے۔ اس کام کو مزید ترقی دینے کے لیے
آپ کے تعاون کی ضرورت ہے۔ آپ بھی ادارہ ہذا کی
رکنیت قبول فرما کر عند اللہ ماجور ہوں۔

مجلس گنج بخش جامع مسجد عمر روڈ اسلام پورہ لاہور